بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — الفضل — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

الفضل قادیان

خطبہ نمبر ۳۲

ایڈیٹر غلام نبی — یوم سہ شنبہ

جلد ۳۰ | ۶۔ ماہ اخاء ۱۳۲۱ ہش | ۲۴ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۱ ھ | ۶ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۴۲ء | نمبر ۲۳۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۴۔ ماہ اخاء ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو نزلہ کی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے ان مبارک ایام میں خاص طور پر دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر درد اور ضعف ہے۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

موسمی تعطیلات کے بعد مقامی سکول کل سے کھل گئے ہیں۔ اور پڑھائی باقاعدہ شروع ہو گئی ہے۔ جو طلباء ابھی نہیں آئے۔ ان کے والدین کو چاہیئے۔ کہ انہیں فوراً بھیج دیں۔

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ عاشقانہ تعلق پیدا کرنے کے لئے

رمضان کے آخری عشرہ سے فائدہ اٹھاؤ

اسی قوم کے دن بھی زندہ ہوتے ہیں جس کی راتیں زندہ ہوں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۔ ماہ اخاء ۱۳۲۱ ہش

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

رمضان کا آخری عشرہ

کل سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ عشرہ اس لحاظ سے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ کہ لیلۃ القدر اکثر صوفیاء اور روحانی علماء کے نزدیک اسی عشرہ میں آتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ گھر سے باہر تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ دو آدمی مسجد میں جھگڑ رہے ہیں۔ اور آپس کے جھگڑے میں ان کی آوازیں اتنی اونچی ہو گئی تھیں۔ اور ایسا شور تھا۔ کہ آپ کی توجہ ان کی باتوں کی طرف پھر گئی۔ آپ نے ان دونوں کو ٹھنڈا کیا۔ ان کی صلح کرائی۔ اور پھر فرمایا کہ میں گھر سے باہر اس لئے نکلا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا تھا۔ کہ لیلۃ القدر فلاں رات کو ہے۔ اور میں یہ بتانے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ لیکن باہر نکل کر ان دونوں کو جھگڑتے دیکھا۔ اور ان کے جھگڑے کی آواز سنکر اور ان کی شورش کو دیکھ کر میری توجہ اس طرف سے ہٹ گئی۔ اور نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ رات مجھے بھول گئی اور آپ نے فرمایا۔ کہ اب میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم اسے

رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں

تلاش کرو۔ اس روایت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ لیلۃ القدر ضرور رمضان کے آخری عشرہ میں۔ اور ان میں سے بھی طاق راتوں میں آتی ہے لیکن جہاں تک اس حدیث کا سوال ہے۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ہمیشہ کے لئے لیلۃ القدر آخری دس راتوں میں ہی ہوا کرے گی۔ اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس سال لیلۃ القدر آخری دس راتوں میں تھی۔ یہ کہ وہ ہمیشہ آخری دس راتوں میں ہی ہوا کرے گی۔ یہ اس حدیث سے ثابت نہیں۔ ہاں بعض اور ایسی باتیں ہیں۔ جو کم سے کم اس بات کے سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ کہ لیلۃ القدر اکثر اوقات آخری عشرہ میں ہی ہوا کرتی ہو گی۔ یا ہونی چاہیئے۔ اور ایک بات ان میں سے یہ ہے۔ کہ ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ

انسانی عمل کا آخری حصہ

زیادہ جاذب فضل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی سے تعلق اور محبت پیدا کرنے کے لئے اس کی خدمت کرتا ہے۔ اور پانچ یا دس مواقع اس کی خدمت کے حاصل کر لیتا ہے تو ہر موقعہ اس کے ساتھ مخدوم کی محبت کو بڑھانے کا موجب ہوگا۔ پہلی خدمت بھی اس کے دل پر اثر کرے گی۔ لیکن دوسری خدمت اور بھی زیادہ کرے گی کیونکہ دوسری خدمت اپنی ذات میں بھی اثر کریگی اور ساتھ پہلی خدمت کو بھی یاد دلائے گی۔ وہ خیال کرے گا۔ کہ اس شخص نے میری خدمت کی ہے۔ اور پھر یہ پہلی خدمت نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی ایک بار اس نے میری خدمت کی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ تیسری خدمت کے نتیجہ میں مخدوم کے دل میں اس کی محبت اور بھی بڑھ جائیگی اس لئے کہ وہ سوچے گا۔ کہ اس شخص نے میری خدمت کی ہے۔ اور پھر یہ پہلی خدمت نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی دو بار یہ میری خدمت کر چکا ہے۔ فلاں موقعہ پر بھی اس نے میری خدمت کی تھی۔ اور اس کے بعد پھر فلاں موقعہ پر بھی کی تھی۔ اور اس طرح اس کے دل میں اور بھی زیادہ محبت کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اسی طرح چوتھی خدمت پہلی تین خدمات کو بھی یاد دلائے گی۔ اور اس طرح

متواتر خدمات

سے مخدوم کو اس سے محبت بڑھتی جائے گی اسی نقطۂ نگاہ سے اگر رمضان کو دیکھیں کہ گو پہلا روزہ انسان کو خدا تعالےٰ کے قریب کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ میرا یہ بندہ آج میرے لئے بھوکا اور پیاسا ہے۔ لیکن دوسرا روزہ اور بھی زیادہ قرب کا موجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ یہ آج ہی میرے لئے بھوکا اور پیاسا نہیں۔ بلکہ کل بھی تھا۔ یہ آج ہی رات کو نہیں اُٹھا۔ کل بھی اُٹھا تھا۔ اور جب

تیسرا روزہ

آئے گا۔ تو یہ تعلق اور بھی بڑھے گا۔ اور جب چوتھا روزہ آئے گا۔ تو اللہ تعالےٰ کہے گا۔ کہ میرا یہ بندہ آج بھی بھوکا ہے۔ آج بھی یہ رات کو اٹھا ہے۔ آج بھی اُس نے دُعائیں کی ہیں۔ مگر آج ہی نہیں۔ کل بھی۔ پرسوں بھی۔ اور اترسوں بھی یہ میرے لئے بھوکا رہا تھا۔ راتوں کو اُٹھا تھا۔ اور دُعائیں کی تھیں۔ اور اس طرح ہر روزہ اللہ تعالےٰ کے حضور اسکی عزت اور رتبہ کو بڑھاتا جائے گا۔ ادھر تو یہ کیفیت ہوگی جو لازمی طور پر ثابت کرتی ہے کہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کہ آخری روزوں میں اللہ تعالےٰ کا فضل زیادہ ہونا چاہیئے۔ اور دوسری طرف بندے کی حالت بھی ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو زیادہ جذب کرسکتا ہے۔ انسان پہلا روزہ رکھتا ہے تو کہتا ہے ابھی بڑی منزل ہے۔ پھر دوسرا رکھتا ہے تو گو دعائیں بھی کرتا ہے۔ مگر دل میں سمجھتا ہے۔ کہ مجھے دو روزے رکھنے کی توفیق مل گئی ہے۔ اور میں نے فرض کا پندرھواں حصہ پورا کر دیا۔ لیکن ابھی بہت سے روزے باقی ہیں جن میں عبادت کرسکتا ہوں۔ اور دعاؤں کی توفیق پاسکتا ہوں۔ پھر وہ تیسرا روزہ رکھتا اور دعائیں کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ آج میں نے اپنے اس فرض کا دسواں حصہ ادا کر دیا۔ مگر پھر بھی بڑا موقعہ باقی ہے۔ پھر پانچ روزے رکھ لیتا تو کہتا ہے۔ کہ میں نے چھٹا حصہ ادا کر دیا۔ مگر ابھی بڑے دن پڑے ہیں۔ پھر دس پورے ہوتے ہیں۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ میں نے تیسرا حصہ پورا کر دیا۔ مگر ابھی دعاؤں کے لئے بہت دن باقی ہیں۔ پھر جب بیس روزے پورے ہوتے ہیں۔ تو انسان کہتا ہے۔

تین میں سے دو حصے گزر گئے

اور وہ سوچتا ہے۔ کہ دو حصوں میں مَیں نے خدا تعالےٰ کا کتنا فضل حاصل کیا۔ بسا اوقات انسان اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو دیکھتا بھی ہے اور بسا اوقات اپنے کو بالکل تہی دست پاتا ہے۔ تب وہ سوچتا ہے۔ کہ اب صرف دس دن رہ گئے ہیں۔ اگر یہ بھی یونہی گزر گئے۔ تو معلوم نہیں دعاؤں کی قبولیت کے یہ دن پھر کبھی میسر آسکیں یا نہ آسکیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ان دنوں میں جتنا ہو سکے زور لگا لینا چاہیئے

تب وہ

گھبرا کر اور کمر ہمت کس کر عبادت کے لئے

کھڑا ہو جاتا ہے۔ غرض جس طرح میں نے بتایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے حضور اس کی عزت اور رتبہ بڑھتا جاتا ہے۔ جب وہ اکیسواں روزہ رکھتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ میرا یہ بندہ اس سے پہلے بھی بیس روزے رکھ چکا ہے۔ اسی طرح جوں جوں رمضان خاتمہ کے قریب پہونچتا ہے۔ بندے کی گھبراہٹ بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر اب ان دنوں سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکا۔ تو مجھ سے زیادہ بدبخت کون ہوگا۔ کہ روزے آئے گزر گئے۔ اور میں یونہی محروم رہا۔ اور یہ دونوں چیزیں مل کر لازمی طور پر رمضان کے آخری دنوں کو خدا تعالےٰ کے افضال کا زیادہ جاذب بنا دیتی ہیں اور قیاس کہتا ہے کہ لیلۃ القدر انہی راتوں میں ہونی چاہیئے۔ مگر

خدا تعالےٰ کی قدرتیں غیر محدود

ہیں۔ اور اس کی باریک مصلحتوں کو انسان کہاں سمجھ سکتا ہے۔ وہ چاہے تو استثنائی صورتیں بھی ہوسکتی ہیں۔ اور لیلۃ القدر پہلی راتوں میں بھی ہوسکتی ہے۔ فرض کرو۔ اللہ تعالےٰ کا کوئی نیک بندہ لیلۃ القدر سے فائدہ اٹھانا چاہتا اور دعائیں کرنا چاہتا ہے۔ تا اس کے عزیزوں دوستوں، رشتہ داروں اس کے مذہب وقوم اور ملک وملت، کو فائدہ پہونچے۔ مگر رمضان میں اسے سفر پیش آجاتا ہے فرض کرو اس نے سات یا آٹھ روزے رکھے اور پھر اسے سفر پیش آگیا۔ اور سفر میں روزہ وہ رکھ نہیں سکیگا۔ اس لئے وہ ساتویں یا آٹھویں رات کو ہی کہتا ہے کہ آج کی رات کا اٹھنا آخری اٹھنا ہے۔ آخری عشرہ میں روزوں کی دعاؤں کا تو مجھے موقعہ مل نہیں سکے گا۔ میرے لئے آج کی رات ہی روزوں کی آخری رات ہے۔ آج خوب دعائیں کرلیں۔ اور وہ خوب گڑگڑا کر اور رو رو کر دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں کو حکم دے دیتا ہے۔ کہ میرا یہ بندہ مجھے اتنا پیارا ہے۔ کہ اس کی دعا مجھے دنیا کی دعاؤں سے زیادہ محبوب ہے۔ اس لئے آٹھویں یا ساتویں رات کو ہی لیلۃ القدر بنا دو۔ اللہ تعالےٰ اس کی دعاؤں کو خاص طور پر قبول کرنے اور اسے دعاؤں کا خاص موقعہ دینے کے لئے ساتویں یا آٹھویں رات کو ہی لیلۃ القدر بنا سکتا ہے

اسی رمضان کی ساتویں یا آٹھویں رات کا واقعہ ہے۔ اسی کی وجہ سے میرے مونہہ سے مثلاً بھی ساتویں یا آٹھویں رات ہی نکلا۔ کہ میں نماز فجر کے لئے مسجد میں آیا تو عبدالاحد خانصاحب افغان نے کہا۔ کہ معلوم ہوتا ہے آج لیلۃ القدر تھی۔ میں نے کہا کیوں تو انہوں نے کہا۔ کہ رات بارش بھی تھی۔ اور بجلی بھی چمکتی رہی ہے۔ میں نے ان کی اس بات کو یوں ہی ہنسی میں ٹال دیا۔ اور کہا کہ اگر لیلۃ القدر کی یہی علامت ہوتی ہے۔ تو آئندہ دو چار سال کے بعد رمضان برسات کے موسم میں آئے گا۔ تو پھر تو ہر شب ہی لیلۃ القدر ہوا کرے گی۔ لیکن جب میں گھر واپس آیا تو میری توجہ اس امر کیطرف پھری کہ اس رات جو دعائیں میں نے مانگیں یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ الہامی دعائیں ہیں غیر معمولی باتیں اور امور میرے ذہن میں آتے گئے۔ اور میں گھنٹوں دعائیں مانگتا رہا۔ اور پھر بھی وہ ختم ہونے میں نہ آتی تھیں۔ اور ایسی ایسی ضرورتوں کے متعلق بھی دعائیں تھیں۔ کہ جو پہلے ذہن میں نہ تھیں۔ اور یہ یاد کرکے میں نے کہا۔ کہ خدا تعالےٰ کی قدرت سے یہ کوئی بعید نہیں۔ کہ

آج کی رات ہی لیلۃ القدر

ہو۔ بہرحال خدا تعالےٰ نے اسے مخفی رکھا ہے۔ تا اس کے بندے ڈھونڈنے میں لگے رہیں۔ اور صحیح بات تو یہ ہے۔ کہ جو چیز ڈھونڈنے اور کوشش کرنے سے ملتی ہے۔ وہ زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے اور جس کے لئے انسان زیادہ کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے فضلوں کو بھی اس کے لئے زیادہ کر دیتا ہے۔ ایک شخص اپنے ہمسایہ سے ملنے کے لئے آتا ہے۔ دوسرا ایک میل سے آتا ہے۔ تیسرا پندرہ بیس میل سے آتا۔ اور چوتھا دو چار سو میل سے آتا ہے۔ اب ہیں تو وہ سارے ہی مہمان۔ مگر جو دو چار سو میل سے چل کر آیا ہے انسان اس کی خاطر زیادہ ملحوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس نے کونسا روز روز آنا ہے۔ اسی طرح جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش رمضان کی پہلی رات سے ہی شروع کرتا ہے، وہ گویا آخری عشرہ تک پہونچتے پہونچتے بیس منزلیں طے کر کے آتا ہے۔ اس لئے اسکی قربانی کی قدر زیادہ ہوگی۔ لیکن اگر کوئی ایک رات معین ہوتی۔ مثلاً ۲۷ویں کو ہی ہوتی تو لوگ سب کے سب اس ایک رات کو اٹھ کر بیٹھے رہتے۔ بلکہ شائد سوتے ہی نہ۔ دیکھو لیلۃ القدر کی بزرگی کو خدا تعالےٰ نے بیان فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی عظمت بیان فرمائی۔ ائمہ سلف اس کی قدر و قیمت بیان کرتے آئے۔ اور پھر اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسکی عظمت بیان فرمائی۔ پھر بھی لوگ اس کے لئے اتنے پریشان نہیں ہوتے جتنا ۱۵ویں رجب کو حلوے کے لئے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ معین رات ہے۔ اس لئے لوگ جاگ لیتے ہیں۔ مگر لیلۃ القدر چونکہ معین نہیں بلکہ اسے ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ اس لئے اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے مگر یہ نیکی کی نہیں کمزوری کی علامت ہے۔ ۱۵ویں رجب کے متعلق وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ایک رات ہے جاگ کر کاٹنی کیا مشکل ہے۔ اس لئے کاٹ لیتے ہیں۔ مگر رمضان میں مسلسل تیس راتیں جاگنا پڑتا ہے۔ اس لئے نہیں جاگتے۔ وہ جھوٹے موتی کے خریدار بنتے ہیں اسلئے کہ اسکی قیمت تھوڑی ہے۔ مگر

سچے موتی

کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اسلئے کہ اسکی قیمت زیادہ ہے، اس سچے موتی کی قیمت ایک مہینہ تک راتوں کو اٹھنا ہے، اسلئے لوگ اسکی طرف متوجہ نہیں ہوتے لیکن جھوٹے موتی کی قیمت چونکہ ایک رات ہی ہے۔ اسلئے اسے لینے کی کوشش ضرور کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کوشش ایک رات کی ہے۔ اور یہ ایک مہینہ کی۔ یا جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اسے رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ یہ دس راتیں بھی مشکل ہیں۔ ایک رات تو جاگ لیتے ہیں۔ مگر مسلسل تیس یا دس بھی جاگنا دوبھر ہوتا ہے۔

لیکن حقیقت یہی ہے، کہ اسی قوم کے دن زندہ ہوتے ہیں۔ جس کی راتیں زندہ ہوں۔ جو لوگ ذکر الٰہی کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھتے۔ ان کا مذہب کے ساتھ وابستگی کا دعویٰ محض ایک رسمی چیز ہے، کئی نوجوان ایسے ہوتے ہیں۔ جو تبلیغ بڑے جوش سے کرتے ہیں۔ چندوں میں بھی شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ مگر ذکر الٰہی کے لئے مجالس میں بیٹھنا اور اخلاق کی درستی کے لئے خاموش بیٹھنا ان پر گراں ہوتا ہے

119

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اور جو وقت اس طرح گزرے۔ اسے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ضائع گیا۔ اسے تبلیغ پر صرف کرنا چاہیئے تھا۔ ایسے لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ کہ تلوار اور سامان جنگ کے بغیر لڑائی نہیں جیتی جاسکتی جس طرح لڑائی کے لئے اسلحہ اور سامان جنگ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح تبلیغ بھی بغیر سامانوں کے نہیں ہوسکتی۔ تبلیغ کے میدان جنگ کے لئے

ذکر الٰہی آرسنل اور فیکٹری

ہے۔ اور جو مبلغ ذکرِ الٰہی نہیں کرتا۔ وہ گویا ایک ایسا سپاہی ہے جس کے پاس تلوار۔ نیزہ یا کوئی اور اسلحہ نہیں ایسا مبلغ جس چیز کو تلوار یا اپنا ہتھیار سمجھتا ہے۔ وہ کرم خوردہ لکڑی کی کوئی چیز ہے۔ جو اسے کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ آخر یہ کیا بات ہے۔ کہ وہی دلیل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے تھے۔ اور وہ دِل پر اثر کرتی تھی۔ لیکن وہی دلیل دوسرا پیش کرتا ہے۔ لیکن سننے والا ہنسکر گزر جاتا اور کہتا ہے۔ کہ کیا بے ہودہ باتیں کر رہا ہے۔ یہ فرق کیوں ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس شخص کے پاس جو ہتھیار ہے۔ وہ

لکڑی کا کرم خوردہ ہتھیار

ہے۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوہے کی ایسی تیز تلوار تھی۔ جو ذکر الٰہی کے کارخانے سے تازہ ہی بن کر نکلی تھی۔ کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں میں جو اثر تھا۔ وہ دوسروں کی باتوں میں نہیں۔ ہمارے مبلغوں کی تقریروں میں وہ اثر نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ مبلغ کی تقریر کو ذکرِ الٰہی نے تلوار نہیں بنایا ہوتا۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی کا کرم خوردہ ہتھیار ہے جسے گھن لگا ہوا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں جو تلوار تھی۔ وہ

ذکر الٰہی کے کارخانہ سے

نئی نئی بن کر آئی تھی۔ جسے نہ کوئی زنگ لگا تھا۔ نہ چربی وغیرہ کوئی چیز لگی تھی۔ مبلغ جو تلوار استعمال کرتا ہے۔ وہ کسی [illegible] کی فیکٹری میں بنی ہوئی ہے۔ جسے خدا نے

اور نشان وغیرہ پڑ چکے ہیں۔ اور جو پہلے استعمال ہو چکنے کی وجہ سے خراب ہو چکی ہے اور پرانی ہونے کی وجہ سے اس کے ہینڈل کو کیڑا لگا ہوا ہے۔ یہ اسے مارتا ہے۔ تو بجائے دوسرے کو نقصان پہونچانے کے خود ہی ٹوٹ کر گر جاتی ہے۔ دوسرے پر اثر تبلیغ اور دلیل سے ہی نہیں پڑتا۔ بلکہ اس کے پیچھے جو جذبہ ہوتا ہے۔ اس کا اثر ہوتا ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

بیان کرتے ہیں۔ کہ جہاں وہ رہتے تھے اسی محلہ میں ایک بہت فسادی اور شریر آدمی تھا۔ جو ہر وقت عیاشی میں مصروف رہتا۔ اور دین سے ہمیشہ مذاق کرتا تھا۔ وہ اسے بہت سمجھاتے تھے۔ مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ وہ بزرگ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں حج کے لئے گیا۔ تو اسے دیکھا۔ کہ نہایت عجز وانکسار کی حالت میں طواف کر رہا ہے۔ جب فارغ ہوئے۔ تو اس بزرگ نے اس سے دریافت کیا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ جو تم حج کے لئے آگئے۔ تم تو دین سے مذاق کیا کرتے تھے اور کسی نصیحت کا تم پر اثر ہی نہ ہوتا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ

میری ہدایت کا واقعہ

یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ میں بازار میں جا رہا تھا عیاشی کے خیالات میں محو تھا۔ اور عیش و طرب کے مرکز کی طرف ہی جا رہا تھا۔ کہ ایک مکان میں کوئی شخص قرآن شریف بلند آواز سے پڑھ رہا تھا۔ کہ آیت الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ میرے کان میں پڑی۔ یعنی کیا مومنوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ جب

ان کے دِل خدا تعالےٰ کے ذکر کیلئے نرم

ہوجائیں۔ اور وہ ذکرِ الٰہی شروع کردیں۔ اس آواز میں ایسا سوز وگداز اور ایسی محبت تھی۔ کہ مجھے یوں معلوم ہوا۔ کہ وہ دنیا میں سے کسی انسان کی آواز نہ تھی۔ اس آواز کو سنتے ہی میں گویا اُڑ کر کہاں سے کہاں پہونچ گیا۔ اسی وقت گھر آیا۔ اور عیش وطرب کے سب سامان توڑ ڈالے۔ اور حج کے لئے روانہ ہوگیا۔ یہ قرآن کی وہی آیت ہے جو کئی لوگ پڑھتے۔ اور سنتے ہیں۔ مگر ان پر

کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ لیکن یہی آیت جب ایک ایسے دِل سے نکلی۔ جو

ذکر الٰہی سے سرسبز اور شاداب

تھا۔ تو سننے والے پر ایسا اثر کیا۔ کہ اس کی زندگی میں گویا ایک انقلاب پیدا کردیا۔

اسی طرح ایک اور بزرگ کا واقعہ ہے۔ کہ کسی شہر میں بادشاہ کا کوئی درباری رہتا تھا جس کے ہاں شب وروز گانا بجانا ہوتا۔ اور محلہ والے سخت تنگ آچکے تھے محلہ کے لوگ اس بزرگ کے پاس گئے اور کہا۔ کہ اس طرح رات بھر شور وشر کی وجہ سے عبادت میں خلل پڑتا ہے اگر عبادت کرنا چاہیں۔ تو شور کی وجہ سے نہیں کرسکتے۔ اور اگر سونا چاہیں کہ تہجد کے وقت اٹھیں گے۔ تو شور کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ ان حالات میں ہم لوگ کیا کریں۔ کئی لوگ اس درباری کو سمجھاتے رہے وہ بزرگ بھی پیغام بھیجتے رہے۔ مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ اور نہ ہوا۔ آخر جب لوگوں نے بار بار آکر ان سے کہا۔ تو انہوں نے اس درباری سے کہا۔ کہ اب

سختی سے تمہارا مقابلہ

کرنا پڑے گا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ تم میرا کیا مقابلہ کرسکتے ہو۔ تم جانتے نہیں میں بادشاہ کا درباری ہوں۔ میں بادشاہ سے کہکر کل یہاں پولیس مقرر کرادونگا پھر تم لوگوں کو اچھی طرح پتہ لگ جائے گا اس بزرگ نے کہا۔ کہ تم پولیس مقرر کرا لوگے۔ تو ہم بھی مقابلہ کریں گے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ بڑے آئے مقابلہ کرنے والے۔ تمہارے پاس کیا رکھا ہے۔ جس سے بادشاہ کی فوجوں کا مقابلہ کروگے۔ اس بزرگ نے کہا۔ کہ ہم راتوں کے تیروں سے مقابلہ کریں گے۔ اس بزرگ کو دعاؤں کی طاقت اور اپنی دعاؤں کی قبولیت کا جو یقین تھا۔ اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ ان کے مونہہ سے یہ بات نکلنے کے ساتھ ہی اس درباری کی چیخیں نکل گئیں۔ اس نے فوراً حکم دیا۔ کہ سارنگیاں وغیرہ توڑ دی جائیں۔ اور اس بزرگ سے کہا۔ کہ

راتوں کے تیروں کا مقابلہ

ہم واقعی نہیں کرسکتے۔ تو ذکرِ الٰہی کی طاقت سے بات میں بہت زیادہ اثر

پیدا ہو جاتا ہے۔ دیکھو۔ قرآن کریم وہی تھا۔ مگر مسلمان اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے اس لئے کہ ان کے دلوں میں حقیقی ایمان نہ تھا۔ مگر وہی قرآن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں آکر کس طرح اسلام کے دشمنوں کو تہس نہس کر رہا ہے۔ اور چاروں طرف مردے ہی مردے نظر آتے ہیں۔ یہ اس لئے ہوا۔ کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ

ذکر الٰہی کی طاقت

تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفاتِ مسیح کے جو دلائل پیش فرمائے ہیں۔ ان میں بیس تیس بلکہ اور سو کا اضافہ بھی بے شک کرلو۔ لیکن اگر ذکرِ الٰہی نہیں۔ تو ان تمام دلائل۔ اور انہیں بیان کرنے والے مبلغوں کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ اثر زبان نہیں۔ بلکہ دل کا جذبہ کرتا ہے۔ خالی زبانی باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ انسان کو اللہ تعالےٰ نے عقل دی ہے۔ اور وہ معقول بات کو ہی قبول کرتا ہے۔ لیکن صرف بات کا معقول ہونا ہی اثر نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ اس کے ساتھ

محبت اور سنجیدگی

نہ ہو۔ بات معقول بھی ہو۔ اور پھر اس کے ساتھ محبت اور سنجیدگی بھی ہو۔ تب اثر ہوتا ہے۔ اخلاص اور محبت کے بغیر کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الدین النصح۔ یعنی دین اور اخلاص ایک چیز ہے۔ جب تک اخلاص نہیں۔ دین بھی نہیں۔ اور جب اخلاص مٹیگا۔ دین بھی مٹ جائے گا۔

پس یہ خیال مت کرو۔ کہ پانچوقت نماز پڑھنا روزے رکھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اور حج کرنا دین ہے بلکہ ان عبادات کو بجا لاتے وقت پیچھے

دل میں جو اخلاص

ہو۔ وہ دین ہے۔ ایسا انسان جس کے دل میں اخلاص ہے۔ اگر دو رکعت بھی نماز پڑھ لے۔ تو اس کے اثرات نظر آئیں گے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

لیکن بغیر اخلاص کے محض ریاء سے اگر آدمی سارا دن مصلیٰ پر بیٹھا رہے۔ تو اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ عبادت کا اثر اتنا نہیں ہوتا۔ جتنا اس سوز و گداز کا ہوتا ہے۔ جو اس کے پیچھے ہو تعلق باللہ کی خواہش سے جو اثر پیدا ہوتا ہے۔ وہ خالی روزہ سے نہیں ہو سکتا۔ جب تک

عشق اور للہیت

پیدا نہیں ہوتی۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف انسان اس طرح متوجہ نہیں ہوتا۔ جس طرح بچہ ماں کی طرف ہوتا ہے۔ اس وقت تک روزہ سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا لوگ دنیا میں ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے۔ اور ملتے جلتے بھی ہیں۔ مگر جہاں عشق کا قدم ہو وہاں رنگ ہی اور ہوتا ہے۔

منشی روڑے خانصاحب مرحوم کا واقعہ میں نے پہلے بھی کئی بار سنایا ہے۔ جو انہوں نے خود مجھے سنایا تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ لیا۔ کہ کبھی کپورتھلہ تشریف لائیں۔ اس زمانہ میں کپورتھلہ تک ریل نہ جاتی تھی۔ ایک حد تک ریل میں جا کر پھر آگے تانگوں اور یکوں وغیرہ پر جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ عرصہ تک تو وعدے کرتے رہے۔ اور ایک دن یکدم ارادہ کر لیا۔ کہ اس وعدہ کو پورا کر دیں۔ اور کپورتھلہ جانے کے لئے چل پڑے تنگ وقت ہونے کی وجہ سے وہاں کے احباب کو اطلاع بھی نہ دے سکے۔ منشی صاحب مرحوم سنایا کرتے تھے۔ کہ میں وہاں ایک دکان پر بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ کہ

ایک شدید مخالف

آیا۔ اور کہنے لگا منشی جی تم یہاں بیٹھے باتیں کر رہے ہو۔ جلدی اڈے پر جاؤ۔ وہاں تمہارے مرزا صاحب آئے ہوئے ہیں۔ وہ شخص شدید مخالف تھا۔ اور ہمیشہ مذاق کرتا رہتا تھا۔ میں نے سمجھا۔ کہ اب بھی یہ مذاق ہی کر رہا ہے۔ لیکن اس واہمہ کے ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا۔ کہ شائد واقعی تشریف لے آئے ہوں۔ اور یہ خیال آتے ہی میں بے تحاشہ ننگے پاؤں ہی بھاگ اٹھا۔ پندرہ بیس گز دوڑتا گیا۔ اور پھر خیال آیا کہ ہماری قسمت ایسی کہاں اس شخص نے ضرور مذاق ہی کیا ہو گا۔ اور پھر مڑ کر اسے بے تحاشہ گالیاں دینی شروع کر دیں۔ کہ تم بہت بدمعاش ہو۔ ایسے ہو ویسے ہو ہمیشہ مذاق کرتے رہتے ہو۔ تمہیں دین کے معاملہ میں مذاق کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ مگر یکدم خیال آیا۔ کہ میں اس سے یہاں ناراض ہو رہا ہوں۔ اور شائد سچ مچ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے ہوں۔ اور یہ خیال کر کے پھر دوڑ پڑا۔ مگر تھوڑی دور جا کر پھر خیال آیا۔ کہ اس شخص نے ضرور جھوٹ بولا ہو گا۔

ہماری ایسی قسمت کہاں

کہ آپ تشریف لائے ہوں۔ اور پھر اس شخص کو مڑ کر گالیاں دینے لگا۔ چنانچہ دو تین بار ایسا ہی ہوا۔ اور اس شخص نے پھر کہا۔ کہ منشی جی کیا کرتے ہو۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہو۔ واقعی مرزا صاحب اڈے پر آئے ہوئے ہیں۔ یہ

ایک عاشق کا اپنے معشوق کی طرف

جانا تھا۔ اور دیکھ لو اس کا کیا رنگ تھا جب تک نماز روزہ اور دوسری عبادات میں یہ رنگ پیدا نہیں ہوتا۔ اس وقت تک ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک شخص چندہ دیتا ہے۔ مگر دل میں کہتا ہے۔ کہ یہ ایک قرض قوم کی طرف سے لگایا گیا ہے۔ اس لئے اسے ادا کرتا ہوں۔ اس کا چندہ ادا کرنے کا رنگ اور ہو گا۔ لیکن ایک دوسرا شخص جو خدا تعالےٰ کی طرف بڑھنے اور اس سے تعلق پیدا کرنے کا جوش اپنے دل میں رکھتا ہے۔ وہ اسے خدا کے قرب کا ایک ذریعہ سمجھ کر ادا کرے گا۔ اس لئے اسے ادا کرتے وقت اس کے

دل میں امنگ اور جوش

اور اس کی آنکھوں میں روشنی پیدا ہو گی۔ وہ یہ محسوس کرے گا۔ کہ اس کے ذریعہ میں خدا تعالےٰ کے اور قریب ہوں گا۔ اسی طرح جو شخص روزہ اسی کا نام سمجھتا ہے۔ کہ سحری کھا لی اور پھر شام کو کھانا کھا لیا اس کی حیثیت صرف

ایک مزدور

کی سی ہے جس کے سر پر ٹوکری رکھ دی گئی کہ فلاں جگہ پہنچا دے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مزدور کا سر پر ٹوکری اٹھانا اور رنگ رکھتا ہے۔ لیکن ایک شخص جس کا

اکلوتا لڑکا سخت بیمار

ہے۔ وہ گھر سے باہر اس کے لئے دوائی لانے کی غرض سے نکلتا ہے۔ تو اسے ایک طبیب مل جاتا ہے۔ جو اسے کہتا ہے کہ یہ دوائی لے جا کر اپنے بیٹے کو کھلا دو۔ وہ ایک منٹ میں تندرست ہو جائے گا۔ فکر کیوں کرتے ہو۔ وہ بھی ایک بوجھ اٹھا کر گھر کو لوٹتا ہے۔ مگر اس کے بوجھ اٹھانے اور مزدور کے بوجھ اٹھانے میں فرق ہے۔ مزدور تو سمجھتا ہے۔ کہ میں نے یہ بوجھ فلاں جگہ پہنچانا ہے۔ اور اس کے عوض دو آنے لینے ہیں۔ اور بوجھ اس کی کمر کو توڑ رہا ہوتا ہے۔ مگر دوسرا سمجھتا ہے۔ میں بوجھ نہیں بلکہ

اپنے لڑکے کی زندگی

اٹھائے لئے جا رہا ہوں۔ یہی حالت مومن کی ہوتی ہے۔ جب وہ روزہ رکھتا ہے۔ تو یہ نہیں سمجھتا۔ کہ میں بھوکا رہ رہا ہوں۔ بلکہ اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوتی ہے۔ دل میں جوش اور امنگ پیدا ہوتی ہے۔ اور امیدیں وسیع ہوتی ہیں۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ شائد آج کا روزہ ہی اس پردہ کو اٹھا دے جو میرے اور میرے خدا کے درمیان ہے اور جس کے اٹھنے کے بعد میرا خدا مجھے مل جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ شام کو مایوس ہی ہو جائے۔ مگر دوسرے دن پھر وہ اسی شوق سے اٹھتا ہے۔ اور پھر اسی جوش اور شوق کے ساتھ روزہ رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ

مومن کی مثال کیمیا گر کی

ہوتی ہے۔ کیمیا گر بھی بار بار سونا بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب نہیں بنتا تو سمجھتا ہے۔ کہ میری غلطی سے نہیں بن سکا۔ آنچ کی کسر رہ گئی۔ اور مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اور وہ پھر کوشش کرتا ہے اور پھر ناکام رہنے کے باوجود پھر کرتا ہے۔ اسی طرح مومن نماز پڑھتا ہے۔ کہ اس کا خدا اسے مل جائے۔ مگر جب نہیں ملتا۔ تو وہ مایوس ہو کر چھوڑ نہیں دیتا۔ بلکہ پھر پڑھتا ہے۔

یہاں ایک احمدی دوست

رہا کرتے تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں۔ متقی۔ مخلص اور خدمت گزار آدمی تھے۔ اور غریب تھے۔ ان کے بھائی ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ ان کے متعلق بعض دوستوں نے مجھے سنایا۔ کہ وہ کیمیا بناتے ہیں۔ اور جب کوئی ان کی مدد کرتا ہے اور کچھ دیتا ہے۔ تو وہ جھٹ سونا بنانے کے لئے چیزیں خریدنے کو دوڑتے ہیں میں نے شائد خود ان سے پوچھا یا کسی دوست کی معرفت دریافت کرایا۔ یہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ ان کا جواب یہ تھا۔ کہ سینکڑوں دفعہ کوشش کی۔ اور سینکڑوں ہی دفعہ ناکامی ہوئی ہے۔ مگر ہر بار یہی خیال آتا ہے۔ کہ سو دفعہ ناکامی ہوئی

شائد ایک سو ایک ویں بار کامیابی

ہوئی ہو۔ اور پھر بھی جب ناکامی ہوتی ہے تو خیال آتا ہے۔ کہ شائد ایک سو دوسری بار کامیابی ہوئی ہو۔ اس لئے ایک بار پھر کوشش کر لوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ مومن کی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ جھوٹا کیمیا تو کبھی بھی سونا نہیں بنا سکتا۔ مگر مومن کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ ایک دن اٹھتا ہے۔ تو سونا بنا ہوتا ہے۔ اور

اپنے رب کے ساتھ اس کی ملاقات ہو جاتی ہے

مگر یہ بات عاشقانہ رنگ سے حاصل ہوتی ہے۔ فلسفیانہ سے نہیں۔ فلسفیانہ نظر سے جو شخص قرآن کریم کو پڑھتا ہے وہ یہ تو کہہ سکے گا۔ کہ

بڑی اچھی کتاب

ہے۔ دلائل خوب دیتی ہے۔ مگر اس کے دل میں کوئی نور پیدا نہیں ہو گا۔ لیکن جو شخص عاشقانہ رنگ میں ایک آیت بھی پڑھے گا۔ وہ آیت اس کے

دل کے زنگوں کو کاٹ دے گی

اور اس کے دل میں ایسا جذبہ پیدا ہو گا۔

120
Digitized By Khilafat Library Rabwah

کرے کہیں سے کہیں پہنچا دے گا۔ خدا تعالےٰ اپنے بندے سے وہ معاملہ نہیں چاہتا۔ جو دو بادشاہ آپس میں کرتے ہیں۔ بلکہ وہ عاشقانہ رنگ بندے کی طرف سے چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کی مدد کا محتاج نہیں۔ کہ کسی سے کہے آؤ ہم عقلی بنا پر کوئی معاہدہ کرلیں۔ اور خیال کرے کہ اس کے ساتھ معاہدہ میری حکومت کی مضبوطی کا موجب ہوگا۔ بلکہ وہ پیار اور محبت چاہتا ہے۔ اور محبت والے دل کی ہی قدر کرتا ہے۔ پس ان دلوں سے فائدہ اسی رنگ میں اٹھانے کی کوشش کرو۔ اپنے اندر

عاشقانہ کیفیت

پیدا کرو۔ اور کور ذوقی کو چھوڑ دو۔ کہ یہ محبت کے مقام سے ہٹاتی ہے۔ اور محبت کے بغیر عبادت میں لذت محسوس نہیں ہوتی اور یہ لذت ہی ہے۔ جو ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے مومن کو تیار کرتی ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اتنی قربانیاں کیں۔ مگر آخر کیا ملا۔ اگر ان کے دل میں عشق ہوتا۔ تو یہ الفاظ ان کے منہ سے کبھی نہ نکل سکتے۔ کہتے ہیں ایک بزرگ کے پاس ان کا کوئی مرید گیا۔ اور تین دن ان کے پاس رہا۔ انہوں نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا۔ اور اسی کمرہ میں سلایا۔ جہاں خود سوتے تھے۔ رات کو وہ بزرگ اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔ اور خوب رو رو کر اور گڑ گڑا کر دعائیں کرنے لگے۔ وہ مرید بھی جاگ رہا تھا۔ ان کی اسقدر گریہ وزاری کو دیکھ کر اس نے دل میں کہا۔ کہ انہوں نے اسقدر دعائیں کی ہیں کہ آج تو خدا تعالےٰ کا تخت ہل گیا ہوگا۔ عرش کانپ گیا ہوگا اور خدا تعالےٰ کے فرشتے ان دعاؤں کی قبولیت کا پیغام لا رہے ہوں گے۔ مگر خدا تعالےٰ کی قدرت کہ جب وہ دعائیں کر چکے۔ تو اونچی آواز میں جو اس مرید کو بھی سنائی دی الہام ہوا۔ کہ بے شک روتا رہ

تیری دعا تو قبول نہ ہوگی

یہ سن کر اس مرید نے دل میں کہا۔ کہ ہم تو یہاں اپنی سنوانے آئے تھے۔ لیکن یہاں تو ان کی اپنی بھی نہیں سنی جاتی۔ بہر حال وہ چونکہ مرید تھا۔ اور دل میں اخلاص رکھتا تھا چپ ہو رہا۔ دوسری رات پھر ایسا ہی ہوا اس بزرگ نے پھر اٹھ کر دعا کرنی

شروع کی۔ اور بڑی گریہ وزاری سے دعا کی۔ وہ بڑے جوش سے دعا میں مشغول رہے۔ دعا میں وسعت پیدا ہوتی گئی۔ اور مضامین پھیلتے گئے۔ یہ دیکھ کر اس مرید نے خیال کیا۔ کہ آج تو یہ ضرور اللہ تعالےٰ سے اپنی بات منوا ہی لیں گے۔ لیکن جب ختم کر چکے تو

پھر وہی آواز

زور سے آئی جسے اس مرید نے بھی سنا کر جتنا چاہو زور لگا لو۔ میں تمہاری دعا نہیں سنوں گا۔ مرید نے دل میں کہا۔ کہ آج تو حد ہی ہوگئی ہے۔ خیر وہ آج بھی خاموش رہا۔ تیسری رات جب وہ بزرگ اٹھے۔ اور تہجد پڑھنے کے لئے وضو کرنے لگے۔ تو اس نے اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ کہ بس حضور جانے بھی دیجئے اب بہت ہو چکی ہے۔ میں کل بھی اور پرسوں بھی جاگتا تھا۔ اور دونوں رات میں نے وہ آواز سنی ہے۔ آپ نے جتنا زور لگانا تھا۔ لگا لیا۔ اب بس کریں۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔ اس بزرگ نے اس کے ہاتھ کو جھٹک کر الگ کر دیا۔ اور کہا کہ تم دو راتوں میں ہی گھبرا گئے۔ میں تو

بیس سال سے یہی الہام

سن رہا ہوں۔ مگر گھبرایا نہیں۔ اور خدا تعالےٰ سے کہتا ہوں۔ کہ میرا کام مانگنا ہے۔ تیرا کام قبول کرنا یا نہ کرنا ہے۔ میں اپنا کام کرتا ہوں۔ اور تو جو چاہے۔ کر۔ میرا ایک ہی فرض ہے۔ کہ تجھ سے مانگتا جاؤں۔ اور تیرے دو اختیار ہیں۔ چاہے تو قبول کرے اور چاہے تو رد کر دے۔ پس ان دونوں کاموں میں سے جو بھی تو کرے تو اپنا حق ادا کر رہا ہوتا ہے۔ اس مرید نے کہا۔ کہ پھر تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑے ڈھیٹھ ہیں۔ انہوں نے کہا جو چاہو سمجھو۔ بہر حال میں اپنا کام کر رہا ہوں مجھے اس سے کیا غرض کہ دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ خدا تعالےٰ میرا معشوق ہے۔ اور مجھے اس سے مانگنے میں لذت محسوس ہوتی ہے اس لئے مانگتا جاتا ہوں۔ وہ میری موجودہ دعا کو پورا کر دیگا۔ تو پھر بس تو نہیں کر دونگا پھر کچھ مانگنے لگ جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور اسی جوش سے دعائیں کرنے لگے۔ مگر آج جب وہ فارغ ہوئے۔ تو پھر الہام ہوا۔ اور یہ الہام بھی مرید کو سنائی دیا۔

وہ الہام یہ تھا۔ کہ ہم نے تمہاری آج کی دعائیں بھی قبول کرلیں۔ اور

گزشتہ بیس سال میں

جس قدر دعائیں کرتے رہے ہو۔ وہ بھی قبول کرلیں تو جس کے دل میں عشق ہوتا ہے اسے کیا کہ کچھ ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ وہ تو بس مانگتا ہی جاتا ہے اس کی غرض تو یہ ہوتی ہے۔ کہ اپنے معشوق سے باتیں ہو جائیں۔ جھوٹے شاعر اپنے شعروں میں معشوق کو مخاطب کر کے کہا کرتے ہیں۔ کہ اور نہیں تو جھڑک ہی چھوڑ۔ لیکن بولا تو کر۔ شاعر کی تو محض لفاظی ہوتی ہے۔ لیکن حقیقی

عاشق کے دل کی کیفیت

بالکل یہی ہوتی ہے۔ اور یہی چیز تعلق باللہ کے لئے بہت ضروری ہے۔ بندے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ سے مانگتا جائے اور مانگتا جائے۔ کسی دن بھی مانگنا چھوڑ دینا نقص کی بات ہے۔ اور گھبرا کر یہ خیال کر لینا۔ کہ خدا تعالیٰ سنتا نہیں بے وقوفی کی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کے اس پہلو کے متعلق بعض باتیں لکھی ہیں۔ جن سے بعض نادان دھوکا کھا جاتے ہیں۔ مگر لوگ ان کو سمجھتے نہیں حقیقت یہی ہے۔ کہ گھبرانا بیوقوفی کی بات ہے۔ کیا تم نے کبھی بچہ کو نہیں دیکھا؟ اسے

ماں سے سچی محبت

ہوتی ہے۔ اگر تم غور کرو۔ تو دس میں سے پانچ بار یہی دیکھو گے۔ کہ بچہ ماں سے مانگتا اور ضد کرتا ہے۔ کہ میں نے مٹھائی لینی ہے یا فلاں چیز لینی ہے۔ اور جب وہ اسے دیدیتی ہے۔ تو اس کھلونے کو پھینک دیتا ہے۔ یا اس مٹھائی کو چکھ کر چھوڑ دیتا ہے اسے کھلونے یا مٹھائی کا اتنا شوق نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل خواہش یہ ہوتی ہے۔ کہ ماں سے مانگوں۔ اور اس کی محبت آزماؤں یہ

عشق کی کیفیت

سب نماز روزہ اور دوسری عبادات میں پیدا نہ ہو۔ جو شخص اس للہیت سے زکوٰۃ نہیں دیتا۔ چندہ یا صدقہ ادا نہیں کرتا وہ حقیقی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو ظاہری علامات اس کی نظر سے غائب ہو کر باطنی کیفیت شروع ہو جاتی ہے جب وہ باطنی آنکھوں سے سجدہ کرتا ہے تو وہ معمول جاتا ہے۔ کہ ظاہر میں بھی وہ سجدہ کر رہا ہے اس کی ساری نماز ایک مسلسل پکار دوڑتا اور چلاتا ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر وہ بے شک کھڑا بھی ہوتا ہے۔ رکوع اور سجدہ میں بھی جاتا اور بیٹھتا بھی ہے۔ مگر ان کی

طرف رہنمائی اس کی بچپن کی عادت کر رہی ہوتی ہے ورنہ دراصل وہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے۔ کہ اس کا معشوق اس کے سامنے ہے۔ اور وہ اس کے ساتھ

محبت کا اظہار

کر رہا ہے۔ یہ چیز جب پیدا ہو جائے۔ تو انسان کو تقویٰ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اندر نیکی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ بدی سے بچ جاتا ہے۔ جب کبھی اس کے دل میں کوئی حرص یا لالچ پیدا ہوتا ہے تو یہی عشق اور للہیت آڑے آتی۔ اور اس کے ہاتھ کو روک کر کہتی ہے کہ

خدا تعالیٰ کے عرش کو پکڑنے والے ہاتھ

اس لالچ میں ملوث نہ ہونے چاہئیں۔

پس یہ دن دعائیں کرنے اور برکات حاصل کرنے کے ہیں۔ اس لئے خوب دعائیں کرو۔ مگر اسی ذریعے سے جو میں نے بتایا ہے۔ یہ ذریعہ ہے جو انسان کو ظاہری باتوں سے آزاد کر دیتا ہے میری اپنی مثال ہے۔ آج صبح سحری کے وقت جب میں اٹھا تو

شدید انفلوائنزا کا دورہ

تھا۔ سر میں شدید درد تھا۔ اور گلے میں سخت خراش تھی۔ میں نے دوائیاں وغیرہ منگوا کر استعمال کیں۔ اور کہا کہ روزہ میں رکھ لیتا ہوں اگر صبح تک صحت نہ ہوئی تو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ میں روزہ رکھ لیا۔ مگر جو دوائیاں صبح استعمال کی تھیں۔ وہ چونکہ ضعف پیدا کرتی ہیں۔ اس لئے دو بجے کے قریب مجھے

ایسا ضعف

ہوا۔ کہ میں نے سمجھا میں جمعہ کی نماز کے لئے نہیں جا سکتا۔ جمعہ کے روز غسل کرنا سنت ہے۔ اور جب میں غسل کی نیت سے اٹھا تو غسل خانہ کے پاس پہونچنے کے بعد میرے نفس نے مجھے واپس لوٹا دیا۔ اور کہا کہ آج غسل نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں بے غسل کے ہی کپڑے پہن لئے۔ اور میں اسی فکر میں تھا۔ کہ کہہ دوں۔ کہ میں جمعہ کے لئے نہیں آسکتا مگر پھر خیال کیا۔ کہ چلا جاتا ہوں۔ دو چار باتیں کہہ کر خطبہ ختم کر دوں گا۔ مگر یہاں آ کر

اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذکر

جو آگیا۔ تو مجھے پتہ بھی نہیں لگا۔ کہ کتنا بول گیا ہوں۔ اور شاید اتنا ہی بیان کر گیا ہوں۔ جتنا عام طور پر کیا کرتا ہوں ایک دو دوست ہیں جو اب تو احمدی ہیں۔ مگر پہلے جماعت میں شامل نہ تھے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کئی جلسہ پر آیا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ کہا۔ کہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو آپ بڑے جھوٹے ہیں۔ اور یا پھر کوئی غیر معمولی ہستی ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ کیا بات ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں کئی سال سے جلسہ پر آتا ہوں۔ ہمیشہ دیکھتا ہوں کہ آپ بیمار ہیں۔ فلاں تکلیف ہے۔ فلاں تکلیف ہے مگر جب تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو

چھ چھ گھنٹے مسلسل

بولتے چلے جاتے ہیں۔ دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہ بیمار ہیں اور یا پھر آدمی نہیں۔ میں نے کہا۔ دونوں باتیں نہیں۔ نہ تو میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ ہی یہ کہ میں آدمی نہیں ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ میں جب بولنے لگتا ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ کا ایسا تصرف ہوتا ہے کہ بیماری کا خیال بھی نہیں رہتا۔ تو

اللہ تعالےٰ کا تعلق

انسان کے دل سے احساس کو مٹا دیتا ہے اور تمام محسوسات سے آزاد کر دیتا ہے۔ اِلّا ان یشاء اللہ میں نے اس رمضان کی آٹھویں تاریخ کو دعائیں کرنیکا ذکر کیا ہے۔ صبح مجھے خیال آیا۔ کہ ان دعاؤں کو لکھ لوں۔ مگر جب لکھنے لگا۔ تو وہ اس طرح ذہن سے پھسلتی جاتی تھیں۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ آخر تک صرف چند سطریں ہی لکھی جا سکیں گی۔ مگر مانگتے وقت خیالات اسطرح آتے جاتے تھے جس طرح سوّیاں بنانے والی مشین میں جب پیچھے سے میدہ ڈالا جاتا ہے۔ تو اس میں سے سوّیاں نکلتی چلی آتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دل کے پیچھے خیالات ڈالے جا رہے ہیں۔ اور وہ آگے الفاظ میں منہ سے نکلتے جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے حضور یہ دن بہت قیمتی ہیں۔ اس لئے ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ یہ

مشق کا موقعہ

ہے۔ اور جسے عادت ہو جائے۔ اس کیلئے ہمیشہ ہی رمضان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہی سارے ایام بنائے ہیں۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ لوگ پوچھتے ہیں۔ یہ ایام کیسے ہیں۔ تو کہدے کہ ان میں حج کے بھی دن ہیں۔ اور لوگوں کیلئے فوائد بھی ہیں۔ پس جو انسان چاہے سارے سال کو ہی اپنے لئے رمضان بنا سکتا ہے۔ روزہ رکھا۔ اور رات کو اٹھا۔ دعائیں کیں۔ ذکر کیا۔ یہی رمضان ہے کسی اندھے سے کسی نے کہا تھا۔ سو جاؤ۔ اس نے کہا سونا کیا ہے۔ چپ ہی ہو جانا ہے تو جو شخص رات کو اٹھ کر نماز پڑھے۔ اور روزہ رکھے۔ اسکے لئے

رمضان ہی رمضان

ہے مسلسل روزے رکھنے تو منع ہیں۔ ایکدن چھوڑ کر رکھنے جائز ہیں۔ اور اسطرح گویا رمضان کے علاوہ ½ ۵ مہینے بنتے ہیں۔ اور جو شخص رمضان کے سوا باقی دنوں میں سے ½ ۵ ماہ روزے رکھے۔ اس کا سارا سال ہی رمضان بن جاتا ہے۔ تو رمضان بنانا انسان کے اپنے اختیار کی بات ہے رمضان باقی دنوں میں بھی دعاؤں کی تحریک کا ایک ذریعہ ہے۔ اور جسے اللہ تعالےٰ نے توفیق دے۔ اس کے لئے

ہر مہینہ ہی رمضان

اور ہر رات ہی لیلۃ القدر ہے۔ اور پھر رات ہی کی کیا خصوصیت ہے۔ انبیاء کے لئے دن بھی لیلۃ القدر ہو جاتے ہیں۔ کیا جب کسی نبی نے دعا کرنی ہو۔ تو وہ اس کا انتظار کرتا ہے۔ کہ رمضان آئے تو کروں اور پھر رمضان کا بھی آخری عشرہ اور اس میں سے بھی طاق راتیں۔ اور ان طاق راتوں میں سے بھی لیلۃ القدر کی خاص رات آئے تو کروں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم طائف میں تبلیغ کے لئے گئے۔ تو لوگوں نے آپ کو

دواخانہ نور الدین رضؓ قادیان کی مشہور دوائیں

	آنے	روپے
(۱) صندلین کمی خون کو دُور کرنے کے لئے نیز جلدی امراض کیلئے مجرب ہے قیمت یکصد قرص	۱۲	۱
نصف " "	۰	۱
(۲) اکسیر معدہ بدہضمی۔ نفخ۔ کھٹے ڈکار۔ بھوک کم لگنا وغیرہ امراض کے لئے مفید ہے قیمت یکصد قرص	۱۲	۱
" نصف " "	۰	۱
(۳) قرص خاص۔ امراض مخصوصہ کے لئے از حد مجرب و مفید ہے۔ قیمت ۵۰ قرص	۰	۲
(۴) اکسیر سیلان الرحم۔ پون۔ لیکوریا یا سفید پانی کے لئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی	۰	۳
(۵) نور منجن دانتوں کی بیماریوں کیلئے نہایت مفید ہے قیمت فی شیشی دو اونس	۸	۰
" " ایک اونس	۵	۰
(۶) تریاق اٹھرا مرض اٹھرا کے لئے یک مشت فی تولہ	۰	۱
مکمل کورس گیارہ تولہ الگ متفرق	۴	۱
(۷) سرمہ مبارک گکروں۔ آشوب چشم وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی تولہ	۸	۲
" ۳ ماشہ	۱۲	۰
(۸) رفیق نسواں حیض کی تکلیف اور کمی کا حکمی علاج قیمت یکصد قرص	۱۲	۳
" پچاس قرص	۰	۲
(۹) عنبرین۔ طاقت کی بے نظیر دوا۔ قیمت پانچ تولہ	۰	۴
(۱۰) اکسیر کھانسی۔ کھانسی کے لئے مجرب دوا۔ قیمت ۵۰ قرص	۰	۱
(۱۱) دوائی نعمت الٰہی اولاد نرینہ کے لئے مجرب نسخہ قیمت مکمل کورس دس روپے صرف	۰	۱۰
(۱۲) قرص جواہر قوت مردی اور اعضائے رئیسہ ہر دو کے لئے ہر قوت اور فرحت کا خزانہ یکصد قرص للعہ	۱۴	۴

منگوانے کا پتہ :- دواخانہ نور الدین رضؓ قادیان

امریکن ڈگریاں ڈاکٹری انجنیئرنگ فیلاسفی بی۔ اے ایم۔ اے گھر بیٹھے حاصل کرنے کیلئے جوابی خط وکتابت کریں۔ بزم اطباء رجسٹرڈ دہلی

روح نشاط۔ یہ خمیرہ دل و دماغ کو تقویت دینے میں اپنی مثال آپ ہے۔ قیمت پانچ روپیہ چھٹانک
طبیب عجائب گھر قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے
لیبل

ریلوے میں زیادہ بھیڑ ہونیکی وجہ سے سامان ضائع یا غلط جگہ جاتا ہے۔ کیونکہ انکے مالک لیبل صحیح طریق پر نہیں لگاتے۔ اسلئے مسافروں کو تاکید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے فائدہ کے لئے ہر ایک سامان پر بذریعہ ریل بھیجنے سے پہلے لیبلوں کو اچھی طرح چسپاں کر دیا کریں۔

جنرل منیجر لاہور

جگر کی کمزوری

ہمارے ملک میں اکثر بیماریاں جگر کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ہمارے جگر کے جوشاندے اور حب تقویت جگر۔ جگر کے عمل کو درست کر کے خون کو صاف کر دیتے ہیں۔ اور خون کی زیادتی کے ساتھ سستی۔ کاہلی۔ کمزوری دور ہوتی چہرہ پُر رونق ہو جاتا ہے۔ چند دن کے استعمال کے بعد آپ اپنے آپ کو نیا آدمی معلوم کریں گے۔ جوشاندے اور حب تقویت جگر پندرہ دن کی خوراک ۱۵ صرف

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان پنجاب

الفضل کے چندہ کی بروقت ادائیگی کرنا ہر خریدار کا فرض ہے

121

Digitized By Khilafat Library Rabwah

گالیاں دیں۔ آپ کے پیچھے کُتّے چھوڑ دئے۔ اور لڑکے پتھر مارنے لگے۔ آپ وہاں سے باہر نکلے۔ دن کا وقت تھا۔ کوئی رات نہ تھی۔ پھر رمضان بھی نہ تھا۔ اور اس کا آخری عشرہ بھی نہ تھا۔ اور نہ لیلۃ القدر تھی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ اور لوگ اپنے کام کاج میں مصروف تھے۔ کہ

خدا تعالےٰ کا فرشتہ

اُترا۔ اور اس نے کہا۔ کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ اگر تو اجازت دے تو میں اس شہر کو الٹا کر پھینک دوں۔ یہ کونسا رمضان تھا۔ اور کونسی لیلۃ القدر تھی۔ دن کا وقت تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا بھی نہ کی تھی۔ جیسا کہ آپکے جواب سے پتہ لگتا ہے۔ صرف آپ کی مادی تکلیف ہی کہ زخموں سے خون بہ رہا تھا۔ لوگ پتھر مار رہے تھے۔ اور کتّے کاٹنے کو دوڑ رہے تھے۔ لیلۃ القدر سے بڑھ گئی۔ اور خدا تعالےٰ نے فرشتہ کو حکم دیا۔ کہ اس شہر کو اسی طرح الٹا دو۔ جس طرح

لوط کی بستی

الٹا دی گئی تھی۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ہمارے رسول سے پوچھ لینا۔ جب فرشتہ نے آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں جانے دو۔ ان لوگوں نے

جو کچھ کیا نادانی سے کیا

ان کو پتہ نہ تھا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپنے دعا بھی نہ کی تھی۔ اگر کی ہوتی۔ تو آپ یہ جواب نہ دیتے۔ بلکہ یہ کہتے کہ اچھا اللہ تعالےٰ نے میری دعا سُن لی ہے۔ فوراً اس بستی کو الٹا دو۔ مگر آپ نے فرمایا نہیں جانے دو۔ ان کو پتہ نہیں تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعا کے بغیر ہی مادی تکلیف کو دعا کا قائم مقام بنا لیا۔ اس مہینہ کو رمضان۔ ان دنوں کو اسکا آخری عشرہ اور اس کی طاق راتیں۔ اور اُن میں سے بھی لیلۃ القدر اور لیلۃ القدر کی وہ خاص قبولیتِ دعا کی گھڑی بنا لیا اور پھر جب فیصلہ فرمایا۔ تو فرشتہ کو حکم دیا۔ کہ پہلے ہمارے رسول سے پوچھ لو۔ وہ کہے۔ تو اس بستی کو الٹا دو ورنہ تو

مومن کا تعلق

جب اپنے اللہ سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ وہ اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ تو اس کے لیے سارے مہینے ہی رمضان بن جاتے ہیں۔ اور ساری راتیں ہی رمضان کا آخری عشرہ اور اس میں سے بھی طاق راتیں۔ اور طاق راتوں میں سے بھی لیلۃ القدر بن جاتی ہیں۔ مگر یہ بات پیدا کرنا بندے کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ خدا تعالےٰ سے سچے طور پر عاشقانہ تعلق پیدا کر لے اور عاشقانہ رنگ اختیار کرے۔ تو یہ مقام یا اس کا کچھ حصہ حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ اللہ تعالےٰ سے سودا کرنا چاہے۔ تو وہ بھٹکا ہوا ہے۔ اور ایک ایسے گڑھے کی طرف جا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اس کی نمازیں اور اس کے روزے اور اس کی دوسری عبادتیں اسے اس ہلاکت سے روک نہ سکینگی۔ اور ہم اس کے متعلق یہی کہیں گے۔ کہ وہ بھٹکا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس پر رحم کرے وہ اس کے رحم کا محتاج ہے۔

خطبہ ثانی میں فرمایا:۔ میں

عورتوں کے متعلق

بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ عورتیں کمزور مخلوق ہیں اور انہیں اسی طرح رائے دینے کا حق حاصل نہیں جس طرح مردوں کو ہے۔ اس لیے ان کے حقوق کی حفاظت کرنا بھی مردوں کا فرض ہے یہ نہیں چاہیئے۔ کہ انہیں جو حقوق حاصل ہیں۔ ان کے راستہ میں بھی روکاوٹیں پیدا کی جائیں۔ اسلئے کہ وہ بول نہیں سکتیں۔ اور ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر اپنی ضروریات بیان نہیں کر سکتیں۔ ان کی اس پوزیشن سے اُن کا حق بڑھ جاتا ہے۔ کم نہیں ہوتا۔ عربی میں کہتے ہیں۔ القاسم محروم یعنی تقسیم کرنیوالا خود محروم رہتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ دوسروں کو دوں۔ میں تو خود بانٹنے والا ہوں۔ تو مرد جو قانون بناتے ہیں۔ اسلئے جبکہ خدا تعالےٰ نے انکو قانون سازی کا حق دیا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ عورتوں کو زیادہ حقوق دیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سال عورتوں کے اعتکاف میں روکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں کیونکہ گذشتہ سال بعض نے اچھا نمونہ نہیں دکھایا جہاں تک میری تحقیقات ہے۔ اس معاملہ میں عورتوں کا قصور کم ہے۔ مردوں کا زیادہ۔ جو مرد ذمہ دار تھے انہوں نے سختیاں کیں تحقیقات کے کاغذات میں نے درد صاحب کو دیئے تھے۔ وہ پتہ نہیں کیوں گم ہو گئے۔ ورنہ میرا ارادہ تھا۔ کہ ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ مگر شاید درد صاحب کو رحم آ گیا۔ یا کیا بات ہوئی۔ وہ کاغذات ہی پتہ نہیں کہاں گئے۔ میری بیویاں تو اعتکاف بیٹھنے نہیں آتیں۔ اگر وہ آئیں۔ اور اُن سے ایسا سلوک ہو تو یقیناً مجھے بہت بُرا محسوس ہوگا۔ اور جب وہی سلوک دوسروں کی بیویوں یا لڑکیوں یا بہنوں سے ہو۔ تو میں کیوں اسے بُرا محسوس نہ کروں۔ ہر ایک کو یہی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اگر یہی سلوک اس کی ماں۔ بہن۔ بیوی یا بیٹی سے کیا جائے۔ تو اُسے کتنا بُرا محسوس ہوگا اور اس لیئے جب دوسروں سے یہی سلوک ہو۔ تو بھی اُسے اسی طرح بُرا منانا چاہیئے۔ اپنے لیے

MACLIGHT

بلیک آؤٹ کے لئے

NIGHT LAMP

اے۔سی بجلی کے علاقہ کیلئے
نعمتِ عُظمےٰ
میک لائٹ (نائٹ لیمپ)

۹۹ فیصدی خرچ میں بچت

روزانہ تمام رات مسلسل جلانے سے تین ماہ میں صرف ایک یونٹ بجلی خرچ کرتا ہے۔ رات کو سوتے وقت اندھیرے گھُپ کی بجائے ٹھنڈی آرام دینے والی روشنی۔ بال بچوں والے گھروں کیلئے بیحد ضروری چیز۔ دیکھنے میں خوبصورت۔ عمر میں پائیدار۔ میک لائٹ کے ہر ایک بکس میں ایک سال کی گارنٹی کا لیبل رکھا ہوتا ہے۔

اپنے شہر کے دوکاندار سے طلب کریں۔

میک ورکس قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۴ راکتوبر۔ سٹالن گراڈ میں اگرچہ دشمن کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ تاہم روسی نہایت بہادری اور جانفشانی سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ شمال مغرب میں روسیوں نے ایک اہم ٹیلہ پر قبضہ کر لیا۔ اور جرمنوں کے پانچ حملوں کا منہ توڑ جواب دیا۔ شہر کے کارخانوں کے علاقہ میں روسیوں نے بہت سے کارخانوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ ڈان اور والگا کے چالیس میل لمبے محاذ پر سخت جنگ ہو رہی ہے ٭

ماسکو ۴ راکتوبر۔ سٹالن گراڈ کے متعلق تازہ اطلاع مظہر ہے کہ جنوب کے مورچہ پر روسیوں کو کامیابی ہو رہی ہے اور انہوں نے کچھ علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے ٭

لنڈن ۴ راکتوبر۔ نیوگنی میں آسٹریلین فوجیں آگے بڑھ رہی ہیں۔ وہ مورزبی کے شمال میں ۷۰ میل دُور منازی کی طرف جا رہی ہیں۔ اتحادی طیارے فوجوں کو کافی مدد دے رہے ہیں۔ سالومن کے سمندر میں ہوائی حملے کئے گئے۔ جنمیں دو جہازوں کو نشانہ بنایا گیا ٭

لنڈن ۴ راکتوبر۔ کل رات ہوائی بیڑے نے رائن لینڈ پر چھاپے مارے۔ کئی جگہ آگ بھڑک اٹھی ٭

چنگکنگ ۴ راکتوبر۔ کل چین کی ریپبلک کے صدر نے امریکن نمائندہ مسٹر ولکی کو دعوت دی ٭

لنڈن ۴ راکتوبر۔ انگریزی فوجیں مڈغاسکر کے دارالسلطنت سے جنوب کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اور انہوں نے ایک اہم ریلوے سٹیشن پر قبضہ کر لیا ہے ٭

دہلی ۴ راکتوبر۔ آل انڈیا ہندو مہاسبھا نے اعلان کیا ہے کہ یہ درست نہیں کہ سبھا نے جو سیاسی گفتگو شروع کی تھی۔ وہ ناکام ہو چکی ہے ٭

پونا ۴ راکتوبر۔ گاندھی جینتی کے سلسلہ میں شورش کرنے پر ۷۰ طلباء کو گرفتار کر لیا گیا ٭

پٹنہ ۴ راکتوبر۔ حکومت بہار نے اعلان کیا ہے کہ موجودہ فسادات کے سلسلہ میں جو سرکاری ملازم ہلاک یا زخمی ہوئے ہیں۔ انکو اور مرنے والوں کے متعلقین کو قواعد کے مطابق پنشن وغیرہ دی جائے گی ٭

الہ آباد ۴ راکتوبر۔ بڑے بڑے افسروں کو عدالتوں اور دفتروں میں جانے سے روکنے کے سلسلہ میں چند لڑکیوں نے ہائی کورٹ کے تین ججوں کی کوٹھیوں پر پہنچکر انہیں عدالتوں میں جانے سے روکنے کی ناکام کوشش کی۔

ملبورن ۴ راکتوبر۔ جرنیل میک آرتھر کے ہیڈ کوارٹرز سے اعلان کیا گیا ہے کہ امریکی اڑن قلعوں اور آسٹریلین بمباروں نے رابول کی بندرگاہ میں کھڑے دو جاپانی ٹرانسپورٹ جہازوں اور ایک کروزر پر زبردست بمباری کی جس سے دونوں جہاز غرق ہو گئے۔ اور کروزر کو زبردست نقصان پہنچا ٭

کلکتہ ۳ راکتوبر۔ موت ہٹ کے تھانہ میں پانچہزار اشخاص کے مشتعل ہجوم نے حملہ کیا۔ تھانہ کا ریکارڈ تباہ کر دیا اور تھانہ کو آگ لگا دی۔ سب انسپکٹر پولیس اور اس کا سٹاف بھاگ کر بچ نکلا۔ خاص محل آفس کے مینجر کو اغوا کر لیا گیا اور دفتر کو آگ لگا دی گئی ہجوم سب مینجر کی بندوق بھی اٹھا لے گیا۔ ریاست ماہی سدل میں مقامی راج کچہری کو نذر آتش کر دیا گیا۔ ویول پوٹا۔

ملبورن ۳ راکتوبر۔ جرنیل میک آرتھر کے ہیڈ کوارٹرز نے اعلان کیا ہے کہ مورسبی کے محاذ سے جاپانی فوجیں ستر میل پسپا ہو گئی ہیں۔ آسٹریلین فوجیں برابر جاپانیوں کا تعاقب کر رہی ہیں۔ اتحادی فوجوں کے قبضہ میں جاپانیوں کا بہت سا سامانِ جنگ آیا ہے ٭

آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کی چین سے بخیر و عافیت واپسی

چنگکنگ کی ۳ راکتوبر کی خبر مظہر ہے کہ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب نے ہندوستان کو روانگی سے قبل ایک بیان دیتے ہوئے اہل چین کا شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگرچہ میں چین میں بہت تھوڑا عرصہ رہا ہوں۔ مگر اہل چین کے جذبات اور حوصلہ سے بیحد متأثر ہوا ہوں۔ چین کے سامنے سخت مشکلات ہیں۔ اسے بیشمار صدمے بھی پہنچے ہیں۔ مگر اب اسکی حالت سدھر گئی ہے۔ اور میرے دیکھتے دیکھتے چین کہیں سے کہیں جا پہنچا ہے۔ میں نے اہل چین کے خیالات کو خوب سمجھا ہے اور انہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی آزادی کا مدار وہاں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پر ہے۔ آخر میں آپ نے کہا کہ میں ہندوستان جا کر دونوں ممالک کے درمیان اتحاد بڑھانے کی حتی المقدور کوشش کرتا رہونگا۔ کیونکہ مشرق کی خوشحالی ان دونوں ملکوں کے اتحاد پر موقوف ہے۔

کلکتہ کی ۳ راکتوبر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب بذریعہ ہوائی جہاز خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت کلکتہ پہنچ گئے اور وہاں سے عازم دہلی ہو گئے۔ اُمید ہے۔ کہ آپ دہلی پہنچ چکے ہونگے ٭

کالی کاکنڈ۔ سائنجک میں دھان کے گوداموں کو لوٹ لیا گیا۔ نندی گرام پولیس تھانہ کے رقبہ کی تمام سرکاری عمارات کو آتشزدگی کیوجہ سے بھاری نقصان پہنچا ہے ٭

فیروزپور ۳ راکتوبر۔ وارفرنٹ کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم پنجاب نے کہا کہ اگر مسلمان حق خود مختاری کا مطالبہ کرتے ہیں تو کیا کسی پارٹی کا یہ اقدام دانشمندانہ ہو سکتا ہے کہ اسکو مسترد کر کے تمام ہندوستان کی سیاسی ترقی کو روک دے۔ سر سٹیفورڈ کرپس کی تجاویز میں ہندوستان کو آزادی پیش کی گئی تھی۔ لیکن ان لوگوں نے جو خود آزاد ۔ اور دُوسروں کو غلام رکھنا چاہتے ہیں۔ ان تجاویز کو مسترد کر دیا۔ آزادی تقریروں سے نہیں بلکہ پنجاب اور دُوسرے صوبوں کے نوجوانوں کی قربانیوں سے ملیگی۔ جو ہندوستان کی آزادی کیلئے میدانِ جنگ میں سرفروشی کر رہے ہیں۔ جنگ کے بعد دُنیا کی کوئی طاقت ہندوستان کی آزادی کو نہیں روک سکتی۔ وزیر اعظم کو جنگی فنڈ میں ضلع کی طرف سے ایک لاکھ گیارہ ہزار ایک سو گیارہ کی رقم پیش کی گئی۔ ۸۰ ہزار کی ایک رقم سپاہیوں کی آسائش کے فنڈ کے لئے پیش کی گئی ٭

احمد آباد ۳ راکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۲۱ ستمبر کو نیدیاد میں جو بم پھٹا تھا۔ اس سلسلہ میں چھ اشخاص کو گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس نے پندرہ کارآمد بم پکڑے ہیں ان میں سے چودہ بم ایک کنوئیں سے۔ اور ایک تالاب سے برآمد ہوا ٭

بمبئی ۳ راکتوبر۔ چالیس گاؤں اسٹیشن کے قریب ڈاؤن پشاور ایکسپریس کو حادثہ پیش آیا۔ جس کی وجہ سے ۱۲ آدمی ہلاک اور چالیس زخمی ہوئے ٭

لنڈن ۳ راکتوبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اسوقت برطانیہ کے اسلحہ ساز کارخانوں میں ساٹھ لاکھ عورتیں کام کر رہی ہیں ٭

امرتسر ۳ راکتوبر۔ کل یہاں بعض لڑکیوں نے جلوس نکالا جس کے ساتھ ہزاروں لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ پولیس نے اسے منتشر کرنا چاہا۔ مگر لڑکیوں نے انکار کر دیا۔ کٹڑہ آہلووالیہ میں لوگوں نے پولیس پر سنگباری کی۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ سٹی مجسٹریٹ اور ۳۸ پولیس مینوں کو زخم آئے۔ پولیس نے دو بار لاٹھی چارج کیا ٭

کلکتہ ۳ راکتوبر۔ دیناج پور کے قریب ایک ہجوم نے ایک پولیس پارٹی پر حملہ کر دیا۔ اور اسے مغلوب کر کے اس سے بندوقیں چھین لیں۔ مان پور کے نواح میں دو تھانوں کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ درگا پور بورڈ اور ڈاکخانہ کو آگ لگا دی گئی اور دونوں جل کر راکھ ہو گئے۔ گورنمنٹ ہائی سکول ستارا کو بھی نامعلوم اشخاص نے نذر آتش کر دیا۔ تملوک میں کئی عمارتوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ اناج کی کئی عمارتیں لوٹ کر انکو آگ لگا دی گئی۔ غرضیکہ کانگرسی مختلف علاقوں میں بدامنی پیدا کر رہے ہیں ٭

بمبئی ۳ راکتوبر۔ آج رات مزگاؤں پولیس کورٹ کو جلا دیا گیا۔ تمام ریکارڈ بھی جل گئے۔ دس فائر انجن دو گھنٹے تک آگ کا مقابلہ کرتے رہے ٭

نیویارک ۳ راکتوبر۔ لارڈ ہیلی فیکس نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ برطانیہ کی جنگی پیداوار دنیا کے تمام ممالک سے زیادہ ہے۔ ۱۹۴۳ء کے موسم بہار کی مہم تک جرمنی اپنی فوجی اور صنعتی پیداوار کی موجودہ رفتار کو قائم نہ رکھ سکے گا۔ اور برطانیہ کا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا۔ برطانیہ کی آبادی صرف چار کروڑ ستر لاکھ ہے۔ اور جرمنی کی آٹھ کروڑ۔ مگر دونوں کی ہوائی جہازوں کی پیداوار یکساں ہے ٭

پشاور ۳ راکتوبر۔ ڈاک کی ایک لاری کوہاٹ جا رہی تھی کہ ڈاکوؤں نے اسے راستہ میں روک لیا اور تمام سامان [illegible] لوٹ لیا۔ [illegible] ٭

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی۔